

بر قسم کے ڈائجسٹ اور نئے ناولز بالکل مفت اور فوراً ڈاؤنلوڈ کرنے کے سہولت



BURNER NEWS

سوال

URDU NOVEL BY NAZEER FATIMA

COPYRIGHT-PROTECTED IMAGE [www.burnernews.com]

ادھر اُدھر کی بات چیت کے بعد ماجد نے یہ کہہ کال منقطع کر دی۔

نعمان فون کو دیکھ کر رہ گیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ بہت کچھ بدل گیا تھا مگر ماجد نہیں بدلا تھا۔ وہ ویسا ہی تھا برخلوس، دوستی بنا بنے والا۔ صبح کی ٹھنڈی میٹھی روشنی نعمان پر ایک نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی اور نعمان بھی اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

”ممتاز اکل دوپہر کو میرے ساتھ میرا دوست ماجد آئے گا۔ دوپہر میں کھانے میں کچھ اہتمام کر لینا۔“ نعمان نے صبح آفس جاتے ہوئے بیوی کو مخاطب کیا۔

”جی۔“

”بس زیادہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بریانی، سلاوا، رائیہ کر لینا اور میٹھے میں آکس

صبح کا سورج مشرق سے ابھر رہا تھا، جھٹ پٹا سا اندھیرا مغرب کی جانب سمٹ رہا تھا۔ سورج کی ٹھنڈی نارنجی روشنی دور تک پھیلے پارک کے کناروں پر آگے ہوئے اونچے درختوں کی چوٹیوں کو سلام کرتے آگے بڑھ رہی تھی۔ نو خیز صبح کی دھوپ کے ٹھنڈے میٹھے اور ہلکے سے لشکاروں کی روشنی میں پارک کی گھاس زیادہ نی نی اور تروتازہ سی محسوس ہو رہی تھی۔ نعمان پارک کا چکر لگا کر گھر واپس آ رہا تھا جب اس کے فون کی گھنٹی بجی۔

”اوائے، کدھر ہے تو یار۔ میں پاکستان آیا ہوا ہوں اور تیرا کچھ اتنا پتا نہیں ہے.....،“ نعمان کے کال ریسیو کرتے ہی ماجد بے تکلفی سے شروع ہو گیا۔ ”آ رہا ہوں میں کل تیری طرف۔“ تھوڑی دیر

تظیر قاسمہ

سوالی



کریم۔“ نعمان کی ہدایات جاری تھیں۔ ساتھ ساتھ وہ رات کے بچے سائے کے ساتھ براٹھا کھا رہا تھا۔ ”ٹھیک ہے۔ مگر بیٹھے میں آؤں کریم کی کیا ضرورت ہے۔ کل جو حلو بنایا تھا، ایک پلیٹ رکھی ہوئی ہے اس میں سے، عالیان (بیٹا) نے نہیں کھایا، وہی رکھ دوں گی۔“

ممتاز شہر کی طبیعت شناس تھی۔ دونوں میں گہری اثر اشتیاق تھی۔ ہر فیصلہ مل کر کرتے تھے۔ دونوں قدرے کنجوس طبیعت کے تھے۔ اپنے بچوں تک برسوں تک کچھ خرچ کرتے تھے۔ ”چلیں بابا، دیر ہو رہی ہے۔“ نعمان کی چھوٹی بیٹی اس کے ساتھ بیٹی اسکول جاتی تھی۔ وہ بستہ سنبھالے تیار کھڑی تھی۔ نعمان نے اپنا ناشتا ختم کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں باپ بیٹی ممتاز کو خدا حافظ کہہ کر داخلی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

☆☆☆

ماجد، نعمان کا پرانا محلے دار تھا۔ دونوں ساتھ کھیل کود اور بڑھ لکھ کر بڑے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے راز دار اور گہرے دوست تھے۔ بی۔ ایس۔ سی کے بعد ماجد اپنے اموں پاس انگلینڈ چلا گیا تھا اور پھر وہیں سیٹل بھی ہو گیا۔ دونوں کا ملنا جانا محدود ہو گیا۔ ماجد کے گھر والے ابھی یہ جملہ چھوڑ کر چلے گئے تھے تو دونوں دوستوں کی بات چیت اور ملاقات فون، انٹرنیٹ اور ماجد کے پاکستان آنے تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔ پہلے پہل تو ماجد ہر ایک دو سال بعد جکر لگا لیتا تھا۔ پھر شادی ہوئی تو بیوی بچوں کو بھی ساتھ لے گیا۔ اس کے بعد وہ سالوں بعد جکر لگانے لگا۔

اب بھی وہ پورے سات سال بعد پاکستان آیا تھا اور اس نے نعمان کو یاد رکھا تھا۔ وہ جب بھی نعمان سے ملنا ضرور کر کے اس کے گھر آتا تھا تا کہ نعمان کی لائق جنہیں وہ خالہ حکیمیاں کہتا تھا، سے ملاقات کر سکے۔ وہ خالہ حکیمیاں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ خالہ حکیمیاں ستائیس سال کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں۔ چار

بچوں کا ساتھ تھا، میکا سسرال کوئی بھی ساتھ نہ لے سکتا تھا۔

”بھئی ہم کیسے رکھ سکتے ہیں، نہ بھئی نہ بھئی۔“ داری ہم نہیں اٹھا سکتے۔“ حکیمیاں خالہ کے کمرے میں بیٹھ کر ہاتھ کھڑے کر کے بری الذمہ ہو گئے۔ حالانکہ کھانا ابھی خاصے خوش حال تھے۔

”آج کل تو اپنے بچے پالنا مشکل ہے، اب ان چار بچوں کے اخراجات کون اٹھائے۔“ جو کچھ مل سکے گا کریں گے مگر پوری ذمہ داری ہمیں اٹھانے کی ہے۔“ چچا تایا بھی ایک طرف ہو گئے۔ حکیمیاں خالہ کی نند کوئی نہیں تھی۔

شکر تھا کہ ان کا اپنا تھا ورنہ تو سر جھپٹانے کا ٹھکانا بھی نہ ہوتا۔ عدت کے بعد لوگ دوسری شادی کے مشورے دینے لگے۔

”اکیلی ہوئی تو دوبارہ گھر بنا لیتی۔ چار بچوں کے ساتھ کون قبول کرتا ہے عورت کو بھلا۔“ ان کے بھائیوں اور دیور جیسوں کے مشوروں پر حکیمیاں دھیرج سے کہتی۔ مگر وہ سب مل کر ان کی دوسری شادی پر زور دیتے رہے۔

چار بچے بھی قبول ہیں۔ میں ان کے سر پر ہاتھ رکھوں گا مگر میری ایک شرط ہے۔“ حکیمیاں نے جھٹھکا کا لالہ ہوا رشتہ تھا۔ آدمی کی دوسری شادی کی پہلی بیوی فوت ہو چکی تھی۔ حکیمیاں سے کافی بڑا تھا۔ ”کیا شرط؟“ حکیمیاں کے جھٹھنے پوچھنا۔

”آپ کو یہ مکان میرے نام کرنا ہو گا۔“ حکیمیاں یہ کہہ کر سن ہوئی اور رشتے سے صاف انکار کر دیا۔ کل کو وہ شخص بچوں سمیت انھیں گھر سے نکال دیتا تو وہ کہاں جاتیں۔ بھائیوں کے لائے ہوئے رشتوں میں سے ایک دو نے صرف ”ماں“ کو قبول کرنے کی حامی بھری۔ بچے انھیں نہیں چاہتے تھے۔

اس کے بعد خالہ حکیمیاں نے ہر خیال دل سے نکال کر اپنی توجہ اپنے بچوں پر مرکوز کر لی۔ اپنی خوشیوں کا سوچیں تو ان کے بچے زل جاتے اور اپنے بچے کوڑ لیتے دیکھنے کا حوصلہ ان میں نہیں تھا۔ سو

کون اپنے فیصلے سے آگاہ کر کے بہادری سے اس

کمرے میں ڈالتا ہے تو نکالتا بھی وہ ہی خالہ کے ابائیک ایک پرائیویٹ ادارے کے نگران بن کر گئے۔ مالک نیک انسان تھا۔ جس نے کام کیا کہ جب تک منیر کے بچے بڑے نہیں بنے یہ اعلان کیا کہ پوری تنخواہ ان کی بیوی کو ملتی رہے گی۔ بعد اس کے بچے نے چارج سنبھالا تو سب سے پہلے بعد اس کی ”فصل خرچہ“ پر پابندی لگائی۔

اس طرح کی ”فصل خرچہ“ بچوں کی بڑھائی، گھر کے ”اب کیا کروں؟“ بچوں کی بڑھائی، گھر کے اخراجات۔ خالہ حکیمیاں پریشانی کے گرداب میں پھنس گئیں۔ پھر جلد جان میں کہ صرف پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ضرورت جب ضرورت ہو جائے گی تو چار بچوں کے گرداب میں کرنا چاہنا شروع کر دے تو پھر یہ اپنے ساتھ سب کو لے کر چلا جائے گا۔ سو خالہ حکیمیاں نے کمر کس لی۔ محنت مزدوری کی، لوگوں کے گھروں میں کام کیا، دن دیکھا نہ رات کہ ان کی اولاد کو کسی قسم کی کوئی مشکل نہ ہو۔ آٹھ گھنٹے صحت پرکھوں کی مانند خشک اور ویران گھر وہ محنت کی تلواریں کرمیدان میں کھڑی رہیں۔

بیٹیاں بڑی تھیں۔ ان کی شادیاں جلد کر دیں۔ وہ اپنے گھروں میں خوش اور آباد تھیں۔ بیٹوں کی تعلیم مکمل ہوئی اور وہ اپنے بیوروں پر کھڑے ہو گئے تو خالہ حکیمیاں کی مشقت تمام ہوئی۔ دونوں بیٹوں کی شادیاں کر دیں۔ نعمان کا ایک بیٹا دو بیٹیاں اور چھوٹے بیٹے کے دو بیٹے ہی تھے۔ سب بچے اپنے گھروں میں شاد و آباد تھے اور خالہ حکیمیاں بڑھاپے کی لاکھی تھیں ان کو دیکھ کر جیتی جیتی تھیں۔

☆☆☆

اس بار بھی ماجد نے نعمان سے ضد کی تھی کہ وہ گھر کا کھانا اس کے ساتھ اس کے گھر میں کھائے گا۔ یہ خالہ حکیمیاں سے ملاقات کرتا تھی۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو ادھر ادھر نظریں دوڑائیں مگر خالہ کہیں نظر نہ آئیں۔ شاید نہیں گئی ہوں گی۔ اسے

ایک دم اُن کے بارے میں پوچھنا اچھا نہیں لگتا۔ خاموشی سے بیٹھ گیا۔

”شکر یہ بھابی بریانی بہت مزے کی تھی۔“ کھانا کھانے کے بعد ممتاز برتن سمیٹ رہی تھی جب ماجد نے مسکرا کر کہا۔ جوتلا وہ بھی مسکرا دیں۔

کھانے کے بعد وہ تقریباً گھنٹا بھر پرانے قصے چھیڑ کر بیٹھا رہا کہ شاید خالہ آج امیں مگر وہ نہ آئیں تو ماجد دل مسوس کر کے رہ گیا۔

”یار! چلتا ہوں اب۔۔۔۔۔ خالہ نظر نہیں آرہی ہیں، کہیں گئی ہیں وہ؟“ ماجد نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

”اس وقت وہ چھوٹے بھائی کے گھر ہوتی ہے۔“ ماجد کو نعمان کے لیے میں بدتمیزی اور بے زاری بڑی شدت سے محسوس ہوئی۔

”اچھا، پہلے تو تمہارے ساتھ رہتی تھیں۔۔۔۔۔ اب ظاہر کے پاس چلی گئی ہیں؟“ ”نہیں، دن کے وقت ادھر رہتی ہے، رات کو میرے پاس۔“ نعمان نے لاپرواہی سے کہا۔

”مگر کیوں؟“ ماجد حیرت زدہ تھا۔

”کیوں کیا؟ وہ مجھ اکیلے کی ماں تو نہیں ہے نا، سب کی ہیں تو سب سنبھالیں۔“

ماجد دھک سے رہ گیا۔ بیوی میں مزدوری کر کے پالنے والی ماں سے یہ سلوک۔ اس کا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔ یہاں تو بہت کچھ بدل گیا تھا۔ ایسی نمک حرام، احسان فراموش اولادیں ہوں تو والدین کا بڑھاپا خراب ہو جاتا ہے۔

”نعمان! تم دن میں کہاں رہا کرو گے؟“ ماجد نے پوچھا۔

”کیا مطلب؟“ نعمان نے اس لایعنی سی بات پر حیرت کا اظہار کیا۔

”تمہارا تو ایک ہی بیٹا ہے نا، تو جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے تو دن میں کس کے پاس رہا کرو گے؟“

ماجد نے نعمان کی نظروں میں نظریں گاڑ کر طعنے کہا تو نعمان نظریں چرا گیا۔

☆☆☆